وَاعِظُ الجُمُعَہ

عاشوراء

پیشکش

ادارہ اہل سنت کراچی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

مفتی محمد فاروق بشیر صدیقی

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

عاشوراء

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

مفتی محمد فاروق بشیر صدیقی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

عاشوراء

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتم الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِه وصَحْبِهِ أجمعِين، ومَن تَبِعَهُم بإحسانٍ إلى يَومِ الدِّين، أَمّا بعد: فأعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيم، بِسمِ الله الرَّحمٰنِ الرَّحِيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! شریعتِ اسلامیہ میں بعض مقدّس دنوں، اور مبارک راتوں کو سال کے دیگر شب وروز پر ایک خاص برتری اور افضلیت حاصل ہے، جس سے اُن کی اَہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ انہی مقدّس دنوں میں سے ایک دس ۱۰ محرّم الحرام یعنی "عاشوراء" کا دن ہے، جو اسلامی تاریخ کے ساتھ ساتھ، دنیا کی تاریخ میں بھی انتہائی اَہمیت کا حامل ہے، یہ دن اللہ تعالی کی خصوصی برکتوں اور رحمتوں کا دن ہے۔

اگر اس دن کو ایک حیثیت سے، سال کا عظیم ترین دن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا؛ کیونکہ یہ دن اپنے اندر کئی ایسے عظیم واقعات سموئے ہوئے ہے، جو سنہری حروف میں لکھے اور یاد رکھے جانے کے قابل ہیں!۔

عاشوراء کا روزہ

حضراتِ گرامی قدر! احادیثِ مبارکہ میں محرّم الحرام کے مہینے میں بالعموم، اور یومِ عاشوراء میں بالخصوص روزہ رکھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس سے اس ماہِ مقدّس کی اَہمیت وفضیلت کا پتہ چلتا ہے، حضرت سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ!»[1] "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں، کہ عاشوراء کے دن کا روزہ، گزشتہ سال کے گناہوں کا کفّارہ بنا دے!"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ جب نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیّبہ تشریف لائے، تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے پایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: «مَا هَذَا؟» "تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟" یہود نے کہا، کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نَجات دی، اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس دن

---

(١) "صحيح مسلم" باب استحباب صيام ثلاثة أيّام، ر: ٢٧٤٦، صـ٤٧٧.

روزہ رکھا، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ!» "میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقدار ہوں!"۔ لہذا آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا، اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کی تلقین فرمایا[1]۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک اَور روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا، اور دوسروں کو بھی حکم فرمایا، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! یہود ونصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ، صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ!»[2] "آئندہ سال -ان شاء اللہ- ہم (دس ۱۰ کے ساتھ) نو ۹ محرم الحرام کا بھی روزہ رکھیں گے!"۔

حضراتِ گرامی قدر! ان فرامینِ مبارکہ سے معلوم ہوا، کہ دس ۱۰ مُحرَّم کا، اسلامی تعلیمات سے بہت گہرا تعلق ہے؛ ارشاداتِ نبویّہ کے مطابق ہمیں چاہیے، کہ اس دن کی حرمت وتقدّس کو پیشِ نظر رکھ کر روزہ رکھیں، اور اس دن کو خاص طور پر ذکر واَذکار اور عبادت میں گزاریں۔

---

(١) "صحيح البخاري" باب صوم يوم عاشوراء، ر: ٢٠٠٤، صـ٣٢١.

(٢) "صحيح مسلم" باب أيّ يوم يصام في عاشوراء، ر: ٢٦٦٦، صـ٤٦٣.

یومِ عاشوراء

عزیزانِ محترم! محرّم الحرام کی دس ۱۰ تاریخ کا نام، یومِ عاشوراء اسلام سے پہلے ہی سے چلا آرہا ہے۔ تاریخِ اسلام میں سب سے اَہم واقعہ جو اس تاریخ کو پیش آیا، وہ واقعۂ کربلا ہے، جس میں نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، خاندانِ رسالت اور ان کے جاںنثار رُفقاء کو، ہَوسِ اقتدار میں مبتلا یزیدی افواج نے بڑی بے دردی سے، نہ صرف شہید کیا، بلکہ ان کے مقدّس سرکو تن سے جدا کرکے، ان کی بے حرمتی بھی کی!! ؏

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دھاڑے لُٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت[1]

یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجوہات

برادرانِ اسلام! اس سانحہ کے پیش آنے کا بنیادی سبب، حضرت سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یزید کی بیعت سے انکار تھا، اور اگر انصاف کا ترازو تھام کر فیصلہ کیا جائے، تو ہر ذی شُعور یہی کہے گا، کہ امامِ عالی مقام کا یزید کی بیعت سے انکار کا فیصلہ بالکل درست تھا۔

---

(۱) "ذوقِ نعت" ذکرِ شہادت، ص۵۸۔

میرے عزیز بھائیو! یزید وہ بدنصیب شخص ہے، جس کی پیشانی پر اہلِ بیتِ کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے، جس پر ہر زمانے میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے، اور قیامت تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا!۔

یہ بدباطن سیاہ دل، ۲۵ ہجری میں حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر، میسون بنت سنجدل کلبیہ سے پیدا ہوا۔ نہایت موٹا، بدنما، کثیر الشعر، بد خلق، تند خو، فاسق، فاجر، شرابی، بدکار، ظالم بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بے ہودگیاں ایسی تھیں، جن سے بدمُعاشوں کو بھی شرم آجائے[1]۔

حضرت سیّدنا امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد، یزید تختِ سلطنت پر بیٹھا، اور اس نے اپنی بیعت لینے کے لیے اَطراف واَکناف میں خطوط روانہ کیے، مدینہ طیّبہ کا عامل جب یزید کی بیعت لینے کے لیے، حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے فسق وظلم کی بنا پر، اس کو نااہل قرار دیا، اور بیعت سے انکار فرمایا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے، کہ بیعت سے انکار یزید کے اشتعال کا باعث ہوگا، اور نابکار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہوجائے گا۔ لیکن امامِ عالی مقام کی دیانتداری اور تقویٰ شِعاری نے اجازت نہیں دی، کہ اپنی جان بچانے کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کر لیں، اور مسلمانوں کی تباہی، شرعی اَحکام کی بے حرمتی اور دین

---

(۱) "سوانح کربلا" شہادت کے واقعات، یزید کا مختصر تذکرہ، ص۱۱۱، ۱۱۲۔

اسلام کی مضرّت سے لاپرواہی برتیں۔ اور یہ حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر عظیم الشان فرزندِ رسول سے کس طرح ممکن تھا؟![1]۔

اگر حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے، تو شاید وہ آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا، اور آپ کی راحت و عافیت میں کوئی فرق نہ آتا، بلکہ دنیا کی بہت سی دولت آپ کے پاس جمع ہو جاتی، مگر اسلام کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا، اور دین میں ایسا فساد برپا ہوتا جس کا دُور کرنا بعد میں ناممکن ہو جاتا؛ کیونکہ یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے، امامِ عالی مقام کی بیعت سَنَد بن جاتی، اور شریعتِ اسلامیہ و ملّتِ حنیفہ کا نقشہ بگڑ جاتا![2]۔

حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیعت کی درخواست میں، اسی لیے پہلے کی گئی تھی، کہ تمام اہلِ مدینہ ان کا اتّباع کریں گے۔ اگر ان حضرات نے بیعت کر لی تو پھر کسی کو تامّل نہیں ہوگا، لیکن ان حضرات کے انکار سے وہ منصوبہ خاک میں مل گیا، اور یزیدیوں میں اسی وقت سے آتشِ عناد بھڑک اٹھی، اور بہ ضرورت ان حضرات کو اسی شب مدینۂ منوّرہ سے مکّۂ مکرّمہ منتقل ہونا پڑا، یہ واقعہ چار ۴ شعبان، ۶۰ سنِ ہجری کو پیش آیا[3]۔

---

(۱) "سوانحِ کربلا" امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور یزید کی سلطنت، ص۱۱۴۔

(۲) "سوانحِ کربلا" امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور یزید کی سلطنت، ص۱۱۴۔

(۳) "سوانحِ کربلا" امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور یزید کی سلطنت، ص۱۱۵۔

واقعۂ کربلا کا پسِ منظر

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات، اور یزید کی تخت نشینی کے بعد، اہلِ عراق نے متفق ہو کر، امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں مختلف درخواستیں بھیجیں، اور ان میں اپنی نیاز مندی اور عقیدت واِخلاص کا اظہار کیا، اور انہیں کُوفہ تشریف لانے کی دعوت دی؛ تاکہ آپ کی بیعت کر سکیں۔ بہت اِصرار کے بعد حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالات وواقعات کا جائزہ لینے کے لیے کُوفہ روانہ فرمایا(۱)۔

حضرت مسلم بن عقیل اپنے دو ۲ بیٹوں کے ہمراہ کُوفہ پہنچے، تو اہلِ کوفہ آپ کے ساتھ بہت عزّت واِکرام سے پیش آئے، اور پہلے ہی دن بارہ ۱۲ ہزار کوفیوں نے حضرات مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر، حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی، حضرت مسلم بن عقیل نے اہلِ عراق کی عقیدت وگرویدگی دیکھ کر، حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک عریضہ لکھ بھیجا، اور درخواست کی کہ آپ جلد کوفہ تشریف لے آئیے؛ تاکہ بندگانِ خدا یزیدِ ناپاک کے شر سے محفوظ رہیں!۔

دوسری طرف یزید پلید کو جیسے ہی اس بات کی اطلاع ہوئی، اس نے کُوفہ کے گورنر حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر کے، عبد اللہ بن زیاد کو نیا گورنر مقرّر کر دیا، اور حضرت مسلم بن عقیل کے خلاف فوری کاروائی کا حکم دیا۔ ابنِ زیاد

---

(۱) "سوانحِ کربلا" امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں کوفیوں کی درخواستیں، ص۱۱۶۔

نے انتہائی چالاکی اور مکر وفریب کے ساتھ، امام مسلم بن عقیل کو مذاکرات کے بہانے اپنے دربار میں بلواکر، آپ کو شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳ذی الحجہ ۶۰ سنِ ہجری کا ہے، اسی روز مکّہ مکرّمہ سے حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کُوفہ کے لیے روانہ ہوئے[1] ع

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہلِ بیت[2]

شہادتِ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میرے دوستو، بزرگو اور عزیز بھائیو! جب نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانِ اہل بیت، اور اپنے دیگر جانثار ساتھیوں کے ہمراہ، مکّہ مکرّمہ سے کُوفہ کے لیے روانہ ہو چکے، تو راستے میں آپ کو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، اور کُوفیوں کی بے وفائی کی اطلاع ملی، آپ نے باہمی مُشاورت سے اپنا سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ کُوفہ دو۲ منزل کے فاصلے پر رہ گیا، تب آپ کو حُر بن یزید ریاحی ایک ہزار مسلّح سواروں کے ساتھ ملا۔ آپ سے متعلق ابنِ زیاد کا حکم اور اپنی بے بسی کا اظہار کیا، اور آپ کو کُوفہ کے راستے سے ہٹا کر کربلا میں پڑاؤ ڈالنے پر مجبور کیا۔ اُس دن ۶۱ سنِ ہجری اور مُحرّم الحرام کی دو۲ تاریخ تھی[3]۔

---

(۱) "سوانحِ کربلا" کوفہ کو حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی، ص۱۱۹، ۱۲۵ ملتقطاً۔

(۲) "ذوقِ نعت" ذکر شہادت، ص۵۸۔

(۳) "سوانحِ کربلا" حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ کو روانگی، ص۱۲۹-۱۳۱ ملتقطاً۔

عزیزانِ گرامی قدر! امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا سے واقف تھے، اور آپ کو یہ معلوم تھا کہ کربلا ہی وہ جگہ ہے، جہاں خاندانِ اہلِ بیت کا خون بہایا جائے گا۔ انہی دنوں میں اپنے ناناجان سرورِ کائنات، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو شہادت کی خبر دی، اور سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنے رب سے حسین کے لیے صبر کی دعا فرمائی[1]۔

جنگ سے احتراز کے سبب واپسی کا قصد

عزیزانِ گرامی! "اس لڑائی میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہرگز پہل نہیں تھی، امام نے بےوفا کُوفیوں کے وعدہ پر کوفہ کا قصد فرمایا تھا، جب ان غدّاروں نے بدعہدی کی، تو آپ نے واپسی کا قصد فرمایا، اور اس وقت سے شروعِ جنگ تک اپنے ارادے سے متعلق، بار بار اَحباب واَعداء سب کو مطلع فرمایا۔ جب حُر بن یزید ریاحی تمیمی کا ایک ہزار سواروں کے ساتھ نمازِ ظہر سے پہلے، حضرت سیّدنا امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آمنا سامنا ہوا، تو حضرت سیّدنا امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

«أَيُّهَا النَّاسُ! ...إِنِّي لمْ آتِكم حَتَّى أتتْني كُتبُكم، وقدمتْ عليَّ رُسلُكم: أنْ أَقدمَ علينا! فإنّه ليس لنا إمامٌ، لعلَّ اللهَ يجمعُنا بك عَلَى الهُدى، فإنْ كنتم عَلَى ذلك فقد جئتُكم، فإنْ تعطوني ما اطمأنّ إِلَيْهِ من عهودِكم

---

(۱) "سوانحِ کربلا" حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ کو روانگی، ص۱۳۱ بتصرف۔

ومواثيقِكم أقدمُ مصرَكم، وإن لم تفعلوا وكنتم لمقدمي كارهين، انصرفتُ عنكم إِلَى المكان الَّذِي أقبلتُ مِنْهُ إليكم!»[1].

"اے لوگو! میں تمہارے بلانے پر آیا ہوں، تمہارے ایلچی اور خطوط آئے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے! ہم بے امام ہیں، کہ اللہ تعالی آپ کے سبب ہمیں ہدایت پر جمع فرمائے! اب تم اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو میں تمہارے ہاں آ چکا ہوں! اور اگر تم اپنے عہد پر نہ رہو، یا میرا تشریف لانا تمہیں ناپسند ہو، تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس لَوٹ جاتا ہوں!" اس پر وہ لوگ خاموش رہے۔

پھر حضرت سیّدنا امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد نمازِ عصر خطبہ ارشاد فرمایا، اور اس کے آخر میں بھی وہی ارشاد ہوا: «وإن أنتم كرهتمونا، وجهلتم حقَّنا، وَكَانَ رأيكم غيرَمَا أتتني كتبُكم، وقدمتْ بِهِ عليَّ رسلُكم، انصرفتُ عنكم!»[2] "اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو، اگر ہمارے حق سے بے خبر ہو چکے ہو، تمہارے خطوط اور ایلچیوں کے لائے ہوئے پیغامات سے ہٹ کر، اگر تمہاری رائے کچھ اَور ہو چکی ہے، تو میں واپس لَوٹ جاتا ہوں!"۔ اس پر بھی وہ بد بخت لوگ نہ مانے۔

---

(١) "تاريخ الطَبَري" سنة إحدى وستّين، ٥/ ٤٠١، ملتقطاً.

(٢) "تاريخ الطَبَري" سنة إحدى وستّين، ٥/ ٤٠٢، ملتقطاً.

غرض شروع سے آخر تک، واپسی کا ارادہ برابر ظاہر کرتے رہے، مگر یہ ممکن نہ ہوسکا؛ کہ منظورِ رب العالمین یونہی تھا، جنّت آراستہ ہوچکی تھی، اپنے دولہا کا انتظار کر رہی تھی، وصالِ محبوبِ حقیقی کی گھڑی آن پہنچی تھی۔ تب بھی لڑائی میں حضرت سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سے ہرگز پہل نہیں تھی، بلکہ انہی لوگوں نے مجبور کیا۔ اب دو ۲ ہی صورتیں تھیں: (۱) یا بخوفِ جان اس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی، کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا، اگرچہ خلافِ قرآن وسنّت ہو۔ یہ رخصت تھی، اس میں ثواب نہیں تھا۔ (۲) یا پھر جان دے دی جاتی، اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی۔ یہ عزیمت تھی اور اس پر اجرِ عظیم بھی تھا۔ اور یہی چیز امامِ عالی مقام کے شایانِ شان تھی، لہٰذا اسی کو اختیار فرمایا گیا[۱]۔

یزیدی لشکر پر اِتمامِ حجت

برادرانِ اسلام! حضرت سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آخر دم تک جنگ سے پہلو تہی کرتے رہے، اور واپسی کے قصد کا اظہار فرماتے رہے، لیکن یزیدی لشکر اور غدّار ونامراد کُوفی کسی طور پر نہ مانے، اور بہرصورت یزید کی بیعت یا جنگ پر مُصِر رہے۔ ایک ایک کر کے آپ کے تمام رُفقاء واصحاب، جن میں حضرت حُر بن یزید ریاحی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی (جو آپ کے لشکر میں شامل ہوگئے تھے) اور آپ کے بھائی مصعب بن یزید ریاحی، وہب بن عبد اللہ کلبی، شہزادۂ امام حسین علی اکبر وعلی اصغر، قریبی گاؤں کے جانثار ساتھی، اور خاندانِ رسالت کے دیگر تمام شہزادے (ما سوائے امام زین

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب السیر، رسالہ "المحجة المؤتمنة في آية الممتحنة" ۱۱/۵۶۷۔

العابدین بیمار کے)سب شہید ہوگئے،اور رسول اللہ ﷺ کے نواسہ،فرزندِ زہراء بتول حضرت سیّدناامام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ تنِ تنہارہ گئے[1] ؎

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر

وارثِ بے وارثوں کو کاروانِ اہلِ بیت[2]

وہ کُوفی جنہوں نے آپ کو خطوط لکھ کرکوفہ بلوایا تھا،اور حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی تھی،وہ بھی میدانِ کربلا میں آپ کے سامنے موجود تھے۔ فکرِ آخرت سے بے نیاز اور تیر وتلوار سے مسلّح ہوکر، آپ کی جان کے درپَے تھے، تب آپ نے اِتمامِ حجت کے طور پر ایک بار پھر اُن کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:اے قوم اللہ سے ڈرو!جوسب کامالک ہے،جان لیناسب اس کی قدرت واختیار میں ہے، اگر تم اللہ رب العالمین پر یقین رکھتے ہو،اور میرے جدِّ امجد حضرت سیّد الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے ہو،توڈرو کہ قیامت کے دن میزانِ عدل قائم ہوگا!اعمال کا حساب کیاجائے گا!میرے والدین محشر میں اپنی آل کے بے گناہ خون کا مطالبہ کریں گے!سرورِ کائنات ﷺ جن کی شَفاعت گنہگاروں کی مغفرت کاذریعہ ہے،اور تمام مسلمان جن کی شَفاعت کے امیدوار ہیں،وہ تم سے میرے اور میرے جانثاروں کے خونِ ناحق کا بدلہ چاہیں گے!تم میرے اہل وعِیال، اعزّہ واطفال، اصحاب وموالی

---

(۱)"سوانحِ کربلا" ص۱۵۰-۱۶۲ملتقطاًبتصرف۔

(۲) "ذوقِ نعت"ذکرشہادت، ص۵۸۔

(غلاموں) میں سے ستّر ۷۰ سے زیادہ کو شہید کر چکے، اور اب میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ عیشِ دنیا میں پائیداری وقیام نہیں! اگر سلطنت کی طمع (لالچ) میں میرے در پے ہو تو مجھے موقع دو، کہ میں عرب کی سرزمین چھوڑ کر دنیا کے کسی اَور حصّہ میں چلا جاؤں! اگر یہ کچھ منظور نہ ہو اور اپنی حرکات سے باز نہ آؤ، تو ہم اللہ تعالی کے حکم اور اس کی مرضی پر صابر وشاکر ہیں!![1]۔

شِمر نامی ایک یزیدی نے اپنے لشکر پر، امامِ عالی مقام کی باتوں کا اثر ہوتے دیکھا، تو فوراً کہا کہ آپ ابنِ زیاد کے پاس جاکر یزید کی بیعت کرلیں، تو آپ سے کوئی تعارُض نہیں کرے گا، ورنہ بجز جنگ کے کوئی چارہ نہیں!۔

برادرانِ ملّت! سلام ہے امامِ عالی مقام اور ان کے صبر وتحمل کو! کہ اپنے تمام جاںنثاروں، غلاموں اور خاندانِ رسالت مآب ﷺ کے شہزادوں کی شہادت کے باوجود، جنگ سے احتراز فرمارہے ہیں، اور اِتمامِ حجت کے ذریعے یزیدیوں کے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے رہے؛ تاکہ اس جنگ کو دفع کرنے کی تدابیر میں سے، نواسۂ رسول کی طرف سے کوئی تدبیر باقی نہ رہ جائے، ورنہ بامرِ مجبوری حضرت سیّدنا امام حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی تلوار اٹھانا ہی پڑے گی۔

جب حجتیں تمام ہوگئیں، اور جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، اور آپ کے تمام ساتھی شہید کردیے گئے، تب بالآخر امامِ عالی مقام بھی سر بکف ہوکر میدانِ کارزار میں

---

(۱) "سوانحِ کربلا" حضرتِ امامِ عالی مقام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت، ص۱۶۴، ۱۶۵، ملتقطاً بتصرّف۔

اتر آئے۔ ایک طرف تنِ تنہا نواسۂ رسول ہیں، تو دوسری طرف بیس ہزار سے زائد مسلّح یزیدی لشکر ہے! اس کے باوجود امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوارِ حیدری نے لاشوں کے اَنبار لگا دیے، دشمن اتنا خوفزدہ ہوا کہ چاروں طرف سے ہزاروں بدبختوں نے آپ کو گھیرے میں لے کر، تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی، بالآخر آپ شہید ہو کر زمین پر تشریف لے آئے، خولی بن یزید نے آگے بڑھ کر آپ کے سرِ اقدس کو تنِ اقدس سے جُدا کیا، جسے ابنِ زیاد بدبخت نے کُوفہ کے کوچہ وبازار میں پھرا کر، اپنی بے حمیتی وبے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد تمام شہدائے کربلا کے سروں کو اسیرانِ اہلِ بیت کے ساتھ، شِمر ناپاک کی سربراہی میں، یزید کے پاس دِمشق بھیج دیا ع

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر وشانِ اہلِ بیت[1]

بعد ازاں یزید نے سرِ اقدس اور اہلِ بیت کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ طیّبہ بھیجا، اور وہاں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں تدفین ہوئی[2]۔

---

(۱) "ذوقِ نعت" "ذکر شہادت"، ص۵۹۔

(۲) "سوانح کربلا" ص۱۶۵-۱۷۱، ملتقطاً بتصرّف۔

یزید سے متعلق حکمِ شرعی

میرے دوستو، بزرگو اور عزیز ہم وطنو! اس اندوہناک سانحہ کے بعد، یزید پلید سے متعلق حکمِ شرعی کے حوالے سے، علمائے دین کی دو ۲ مختلف آراء ہیں، جنہیں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضاخان -علیہ رحمۃ الرحمن- نے کچھ یوں بیان فرمایا کہ "ہمراہیانِ یزید، یعنی جو اُن مَظالمِ ملعونہ میں اس کے مُمِد ومُعاوِن تھے، ضرور خبیث ومردود تھے، اور کافر وملعون کہنے میں اختلاف ہے۔ ہمارے امام (ابو حنیفہ) کا مذہب سُکوت ہے۔ اور جو کہے وہ بھی موردِ اِلزام نہیں؛ کہ یہ بھی امام احمد بن حنبل وغیرہ بعض ائمۂ اہلِ سنّت کا مذہب ہے"[1]۔

محرّم الحرام میں ممنوعہ اُمور

عزیزانِ گرامی قدر! عاشوراء (دس ۱۰ محرّم الحرام) کے دن قضاء وقدر سے، حضرت سیّدنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر جو گزری، دراصل وہ شہادت ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالی کے ہاں ان کے درجات مزید بلند ہوئے۔ جو شخص ان حضرات مقدّسہ کی مصیبت کو یاد کرے، وہ صرف إنّا لله وإنّا إليه راجعون پڑھے (جو نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا طریقہ ہے) تاکہ اطاعتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہو، اور ایسا کرنے سے اللہ تعالی کے ہاں وہ ثواب حاصل کرے، جس کا اللہ تعالی نے اس فرمان میں وعدہ فرما رکھا

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاباحۃ، حضرات امامین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا خواہ کسی... الخ، ۱۶/۶۴۹۔

ہے: ﴿أُولَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ﴾[1]

"وہی ہیں کہ جن پر ان کے رب کی طرف سے، درود اور رحمت ہے، اور وہی ہدایت پانے والے ہیں"۔

نیز شیعہ حضرات نے جو خُرافات جاری کر رکھی ہیں، کہ وہ بَین وماتم کرتے ہیں، سوگ مناتے ہیں، ان سب باتوں سے بچ کر رہے؛ یہ اہلِ ایمان کا طریقہ نہیں۔ اگر ایسا کرنا مناسب ہوتا، تو حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر بھی ہر سال یہ کام کرنا ضروری ہوتا، وہ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں۔ بس اللہ تعالی ہی کافی مددگار اور کارساز ہے۔

امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "محرّم میں سیاہ کپڑے علامتِ سوگ ہیں، اور سوگ حرام ہے؛ کہ شِعار رافضیانِ لِئام ہے"[2]۔

عشرۂ محرم الحرام اور خاص عاشوراء کے دن، بعض خرامات

عشرۂ محرم الحرام اور خاص عاشوراء کے دن کے حوالے سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات میں، امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(١) بعض اہلِ سنّت وجماعت عشرۂ محرّم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں، اور نہ جھاڑو دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

---

(١) پ١، البقرة: ١٥٧.

(٢) "اَحکامِ شریعت" محرّم، مسئلہ نمبر ۴۹، صـ۱۴۴۔

(۲) ان دس ۱۰ دنوں میں کپڑے نہیں بدلتے۔

(۳) ماہ محرّم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

(۴) ان ایّام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے، کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔

پہلی تینوں (۱،۲،۳) باتیں سوگ ہیں، سوگ حرام ہے، اور چوتھی (۴) بات جہالت ہے، ہر مہینے میں، ہر تاریخ، ہر ولی کی نیاز، اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم "[1]۔

امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"غرض عشرۂ محرّم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعتِ پاک تک، نہایت بابرکت ومحلِ عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا، پھر وبالِ ابتداع (نئی بات پیدا کرنے) کا وہ جوش ہوا، کہ خیرات کو بھی بطورِ خیرات نہ رکھا، رِیا وتفاخُر (دکھاوا اور فخر کرنا) علانیہ ہوتا ہے، پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں، بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اِضاعت (ضائع کرنا) ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا، کہ فُلاں صاحب لنگر لُٹا رہے ہیں، اب بہارِ عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں

---

(۱) "اَحکامِ شریعت" محرّم، مسئلہ نمبر ۵۰، ص ۱۴۵۔

کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ، اوراس کے ساتھ خیال وہ کچھ، کہ گویا یہ ساختہ (؛خود بنائی ہوئی) تصویریں بعینہا حضراتِ شہداء -رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین- کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اُتار، باقی توڑ تاڑ دفن کر دیے۔ یہ ہر سال اِضاعتِ مال کے جُرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضراتِ شہدائے کربلا -علیہم الرضوان والثنا- کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے !اور بُری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین ![1]۔

امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مروّجہ شہادت نامے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "شہادت نامے، نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایاتِ باطلہ وبے سر وپاسے بھرے، اور اکاذیبِ موضوعہ (من گھڑت جھوٹ) پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا، سننا، وہ شہادت ہو یا کچھ اور، مطلقاً حرام وناجائز ہے، خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن (شامل) ہو، جن سے عوام کے عقائد میں تزلزُل واقع ہو، کہ پھر تو اَور بھی زیادہ زہرِ قاتل ہے! ایسے ہی وُجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی -قدّس سرّہ العالی- وغیرہ ائمۂ کرام نے حکم فرمایا کہ "شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے!"[2]۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، رسالہ: "اَعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ"، ۲۴/۶۵۴۔

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، رسالہ: "اَعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ"، ۲۴/۶۵۵۔

امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مروّجہ تعزیہ پر چڑھاوے سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیے، اگر (کوئی شخص) اس نیّت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے، تو یہ غلط اور بیہودہ ہے، تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی، اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں، تو اس کے کھانے سے احتراز (بچنا) چاہیے، اور وہ نیّت کا تفرِقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا، مفسدہ اس میں ہے، کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امرِ ناجائز کی وقعت بڑھانی، یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتا ہے، اور دونوں باتیں شنیع ومذموم (بُری اور قابلِ مذمت) ہیں، لہٰذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیے"[1]۔

غیروں کی مجلس اور ان کی دی ہوئی نیاز کا حکم

امام اہل سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اہلِ تشیع کی مجالس میں شریک ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "مجلس مرثیہ خوانی اَہلِ شیعہ میں، اَہلِ سنّت وجماعت کو شریک وشامل ہونا حرام ہے۔ وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تبرّا بک جاتے ہیں، اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی، اور متواتر سنا گیا ہے، کہ سنّیوں کو جو شربت دیتے ہیں، اس میں نجاست ملاتے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو وہ روایاتِ موضوعہ، وکلماتِ شنیعہ، وماتم حرام سے خالی نہیں

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، رسالہ: "اَعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشھادۃ"، ۲۶۲/۱۶۔

ہوتی، اور یہ دیکھیں، سنیں گے، اور منع نہ کرسکیں گے، ایسی جگہ جانا حرام ہے!"[1]۔

تعزیہ بنانا جائز نہیں

امام اہل سنّت امام احمد رضا عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ تعزیہ بنانے اور اس سے منت ومرادیں مانگنے سے متعلق فرماتے ہیں: "تعزیہ بنانا، اور اس پر نذر نیاز کرنا، عرائض (یعنی مختلف چیزوں کا تعزیہ پر چڑھاوے کے لیے) بأُمید حاجت براری لٹکانا، اور بہ نیّتِ بدعتِ حسنہ اس کو داخلِ حسنات جاننا، اور مُوافقِ شریعت ان اُمور کو، اور جو کچھ اس سے پیدا یا متعلق ہوں، اور ان باتوں کو جو فی زمانا متعلق تعزیہ داری، وعَلَم دَارِی کے ہیں، اَفعالِ مذکورہ جس طرح عوامِ زمانہ میں رائج ہیں، بدعتِ سیئہ وممنوع وناجائز ہیں، انہیں داخلِ ثواب جاننا، اور مُوافقِ شریعت، مذہبِ اَہلِ سنّت ماننا، اُس سے سخت تر وخطائے عقیدہ وجہل اَشد ہے"[2]۔

ناجائز کام کی منّت ماننا

صدر الشریعہ علّامہ مفتی امجد علی اعظمی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے فرمایا کہ "محرّم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدِھی (پٹکا) پہنانے، اور مرثیہ کی مجلس کرنے، اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خُرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں، ان کی منّت سخت جہالت ہے، ایسی منّت ماننی نہ چاہیے، اور مانی ہو تو پوری نہ کرے"[3]۔

---

(۱) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، رسالہ:"اَعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ"، ۲۶۳/۱۶۔

(۲) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، رسالہ:"اَعالی الافادہ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ"، ۲۶۴/۱۶۔

(۳) "بہارِ شریعت" "منّت کا بیان، مسائلِ فقہیہ، حصہ ۹، ۳۱۸/۲۔

یومِ عاشوراء اہل وعِیال پر رزق میں فراخی

شریعتِ اسلامیہ نے اس دن کے لیے یہ تعلیم دی ہے، کہ اس دن اپنے اہل وعِیال پر کھانے پینے میں وسعت اور فراخی کرنا اچھا ہے؛ کیونکہ اس عمل کی برکت سے، تمام سال اللہ تعالی فراخئ رزق کے دروازے کھول دیتا ہے؛ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ وَسَّعَ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ!»[1] "جو شخص عاشوراء کے دن، اپنے اہل وعِیال پر فراخی اور وسعت کرے گا، اللہ تعالی سارا سال اسے وسعت عطا فرمائے گا!"۔

ماتم کی مجلس اور تعزیہ کے جلوس میں شرکت

عشرۂ محرّم الحرام میں مسلمانوں کی کثیر تعداد ماتم کی مجلسوں، اسی طرح دس ۱۰ تاریخ کو تعزیہ کے جلوس کا نظارہ کرنے کے لیے نکل پڑتی ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، حالانکہ اس میں کئی گناہوں کا ارتکاب ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ ان مجالس اور جلوس میں شرکت کرنے سے، دشمنانِ صحابہ کی رَونق بڑھتی ہے؛ جبکہ دشمنوں

---

(۱) "فضائل الأوقات" بَابُ مَا رُوِيَ فِي التَّوْسِيعِ ...إلخ، ر: ۲٤٥، صـ٤٥٣.

کی رونق بڑھانا حرام ہے، نبیٔ کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ، فَهُوَ مِنْهُمْ!»[1] "جس نے کسی قوم کی رونق بڑھائی، تو وہ انہیں میں سے ہے!"۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "تعزیہ آتا دیکھ کر اِعراض ورُوگردانی کریں، اس کی جانب دیکھنا ہی نہیں چاہیے!"[2]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں محرّم الحرام بالخصوص اس کی نو۹ اور دس۱۰ تاریخ کو روزہ رکھنے، اور اپنے اہل وعیال پر رزق کی وسعت کرنے کی توفیق مرحمت فرما، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان، مال اور گھر بار تیری راہ میں قربان کرنے کی توفیق مرحمت فرما، اور ان کی ظاہری وباطنی برکات سے مسلمانوں کو متمتّع اور فیضیاب فرما، اُن کی پر خلوص قربانیوں کی برکت سے اسلام کو ہمیشہ منصور ومظفر رکھ، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحُسن وخوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل وکنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک وقوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد واتفاق اور محبت والفت کو اَور زیادہ فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا

---

(١) "الفردوس بمأثور الخطاب" باب الميم، ر: ٥٦٢١، ٣/ ٥١٩.

(۲) "عرفانِ شریعت" حصہ اول، ص۱۵۔

ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی و چھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.